

فقیہ عصر، محدث دوراں شیخ الحدیث

حضرت مولانا مفتی محمد فرید رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی

امت مسلمہ اور دینی حلقے ابھی عظیم مجاہد اور عالم اسلام کے ہیر و شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ کے غم سے فارغ نہ ہوئے تھے اور اسی طرح دارالعلوم حقانیہ اور وابستگان علوم نبویہ حضرت مولانا عبدالحقان جہانگیر ویؒ فاضل دارالعلوم دیوبند کے حادثہ احوال کے اثر سے بھی پوری طرح نہ نکل پائے تھے اور یہاں کی فضاء ابھی جو تحمل و سہمگوار اور سراپا غم تھی کہ ایک اور حادثہ فاجعہ دلدوز خبر وحشت اثر بلکہ بھونچال نے دارالعلوم حقانیہ اور اس کے ہزاروں فضلاء، علماء، طلباء اور علمی و روحانی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ گویا حیات دین و دنیا ٹٹ گئی اللہ والوں کی طوفان فنا کے اس نئے جھکڑ نے دارالعلوم حقانیہ کے مرکزی ستون اور روح رواں شیخ الحدیث فقیہ عصرؒ دانائے راز، نابضہ روزگار، صوفی صافی، شریعت و طریقت کے مجمع البحرین، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد فرید نور اللہ مرقدہ کو ۹ جولائی ۲۰۱۱ بروز ہفتہ کو، ہم سے ہمیشہ کیلئے نظروں سے دور کر دیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مفتی صاحبؒ بانی دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کے پچھڑنے کے بعد دارالعلوم کے عظیم الشان دارالحدیث کی مسندِ حدیث کی رفیق، بزم حقانیہ کی شمع محفل اور خلق خدا کیلئے ایک ایسی مشعل رشد و ہدایت تھے جن کے وجود اور فیض سے ایک عالم مستفید اور منور و تاباں ہو رہا تھا۔ آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانوں میں سے ایک تھی۔ آپ کے رخ روشن میں دیکھنے والوں کو ایک ولی کامل کی جھلک اور حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی شخصیت کی جھلکیاں تقویٰ اور صفات کا کافی مشاہدہ دیکھنے کو ملتا۔ افسوس صد افسوس حقانیہ کے آسمان علم و فضل کا وہ روشن آفتاب بھی ایسے گہپ اندھیروں کے زمانے میں غروب ہو گیا جس کی تئیر کی شعاعوں اور فیاضیوں کی ضرورت و حاجت پہلے سے بڑھ کر جامعہ و متعلقین اور اس عہد خزاں عصر حاضر کو تھی۔

۔ آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبالے کر

۔ ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے اک شمع ہے دلیل سحر سو غموش ہے

حضرت مفتی صاحبؒ دارالعلوم کے اولین ادوار کی یادگار تھے۔ اللہ نے انہیں علمی استعداد کے ساتھ ساتھ

فقاہ اور حدیث میں مثالی مہارت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحقؒ کی یہ خواہش تھی کہ آپ جامعہ حقانیہ میں

درس و تدریس کی ذمہ داریاں سنبھالیں لہذا حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنے مرشد شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین

غور غشتوئی کے مشورے سے استخارہ فرمایا اور خواب میں آپ نے دارالعلوم کے گیٹ پر یہ آیت دیکھی۔ من دخلہ کسان امنہ۔ چنانچہ دوسرے دن ہی آپ دارالعلوم تشریف لائے اور دارالعلوم میں باقاعدگی کے ساتھ درس و تدریس کی ذمہ داریاں ۱۳۸۵ھ بمطابق سنہ ۱۹۶۶ء میں سنبھال لیں اور پھر مکمل استقامت اور یکسوئی کے ساتھ آپ نے ۳۰ سال تک دارالعلوم حقانیہ کی بے لوث اور بے مثل خدمت کی اور اپنا تین من وھن دارالعلوم کے لئے وقف کر دیا۔ گویا ساری زندگی قال اللہ و قال الرسول کے مبارک زمزموں اور اطاعت گزاری و فرمانبرداری میں گزاری۔ یہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی کے ساتھ آپ کی وفاداری، جانپاری اور وابستگی کی اعلیٰ مثال تھی۔ حضرت مفتی صاحب کی علمی شخصیت و روحانی اوصاف سے متصف ذات اور خصوصاً مفتی کی حیثیت سے ان کے فتاویٰ کی جامعیت اور قبولیت اور پھر احادیث کے درس میں مہارت دارالعلوم حقانیہ کیلئے مزید خیر و برکت اور ترقی کا باعث ثابت ہوئی۔ آپ ایک باکمال شخصیت تھے اور علم و تقویٰ کے بحر بے کنار تھے۔ صوبہ پنجتوخوا کے جید اور ممتاز ترین مدرسین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اور اسی کے ساتھ سینکڑوں ہزاروں پیچیدہ فقہی مسائل کے سلسلے میں مخلوق خدا کی رہنمائی بھی فرماتے تھے اور پھر عصر کے بعد تصوف و سلوک کی وادیوں کی راہ نوروی بھی فرماتے۔ آپ مرشد کامل حضرت مولانا عبدالملک صدیقی نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اور حضرت کے خصوصی حلقہٴ نجین میں سے تھے۔ آپ کے مراقبے میں سینکڑوں طلباء اور باہر سے آئے ہوئے علماء اور سالکین شوق و ذوق سے شرکت فرماتے۔ شریعت و طریقت اور احسان و سلوک کی راہوں پر آپ نے زندگی بھر بڑے اعتدال اور ہنر کے ساتھ سفر کیا۔ ع در کئے جائے شریعت در کئے سندان عشق

آپ نے اکابرین کی طرح اپنی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ اصلاح عالم و تزکیہ نفوس میں صرف کیا اور ایک عالم آپ کے چشمہ ہدایت سے سیراب ہو رہا تھا۔ ہجوم زیادہ ہے کیوں شراب خانے میں فقط یہ بات کہ ہر مغاں ہیں مرد و عتی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ اخلاق اور ظاہری حسن و جمال سے بھی خوب نوازا تھا۔ چہرہ اقدس ایسا چمکتا تھا کہ دور ہی سے دیکھ کر یہ حدیث پاک نظروں کے سامنے آ جاتی۔ نصو اللہ امراء مسموع مقالتی فو عاھا ثم اداھا کما سمعھا (یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے، جس نے میری حدیثیں سنی اور وہ اس طرح بیان کیں جیسی میں نے کہی ہیں۔) آپ دیکھنے میں قرون اولیٰ کے سادہ اور پاکباز اکابرین کا پرتو نظر آتے تھے۔ شکل و صورت اور کردار و گفتار کا ایسا پاکیزہ مرقع تھے کہ دیکھنے والا ایک ہی ملاقات میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ باوجود علمی و جاہت اور بے پناہ شہرت کے سادگی اور تواضع کے پیکر تھے۔ عمر بھر تواضع کا رنگ اپنے اسلاف کی طرح اپنے اوپر قائم رکھا۔ وقار، حکمت اور خصوصاً کم مائیگی کا احساس آپ کی نمایاں اوصاف جلیلہ تھیں۔ اسکے ساتھ ساتھ اسباق میں بھرپور حاضری بھی آپ کا خصوصی طرہ امتیاز تھا۔ پابندی اوقات بھی زندگی کا اہم عنصر تھا۔ اسی لئے دیکھنے والے آپ کی بے پناہ مصروفیات اور آپ کی ہر صفت و صفت کے ساتھ ساتھ آپ کی تعظیم و تالیف کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی

تھی اور تقریباً ایک درجن کے لگ بھگ اہم تحقیقی و تدریسی کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ”فتاویٰ فریدیہ“ کے نام سے شائع ہوا ہے اس کیساتھ دارالعلوم کے عظیم مجموعہ فتاویٰ ”فتاویٰ حقانیہ“ میں بھی آپ کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ فقہ اور افتاء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مجتہد اور فکرمعظم فرمائی تھی۔ آپ کے فتوے انتہائی جامع اور مستفی کو کلی مطمئن کرنے والے تھے۔ یقیناً دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء کی شہرت اور عزت کے بائکین اور اسے ادراج ثریا تک پہنچانے میں حضرت مفتی صاحب کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔

تقریباً دوڑھائی ماہ قبل راقم نے خواب میں آپ کے فرزند مولانا حافظ حسین احمد صاحب کو حضرت مفتی صاحب کی دارالعلوم میں پرانی رہائش گاہ کے باہر بڑا پریشاں دیکھا۔ راقم نے خواب میں مولانا سے دریافت کیا کہ آپ کیوں پریشان ہو؟ تو آپ نے بتایا کہ ہمت صاحب کو اطلاع دو کہ حضرت مفتی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں خواب میں پریشانی کے عالم میں حضرت والد صاحب کے پاس حاضر ہوا اور انہیں مفتی صاحب کی وفات کی اطلاع دی۔ حضرت مفتی صاحب کی رحلت کی خبر سن کر حضرت والد صاحب مدظلہ سخت صدمے میں آ گئے اور پھر گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں میری آنکھ کھل گئی۔ صبح آپ کے گاؤں زرروبی جانے کا فوری ارادہ کیا اور مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب اور برادر مولانا حامد الحق صاحب کو اپنے ہمراہ ملاقات کیلئے لے گیا۔ عصر کی نماز کے بعد حضرت مفتی صاحب کی زیارت ہوئی۔ ہمیں دیکھ کر بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ فالج کے باعث زبان بندی کی وجہ سے اشارات کے ذریعے اپنی خوشی کا اظہار فرماتے رہے اور دیر تک ہمیں دیکھ کر مسکراہٹ کے ذریعے اپنے جذبات حقانیہ اور خاندان حقانی کے ساتھ اپنی دیرینہ وابستگی کا اظہار کرتے رہے اور پر تکلف چائے کے ذریعے ہماری تواضع فرمائی۔ (بچپن ہی سے ہم دونوں بھائیوں کے ساتھ آپ بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے اور ہم سے ہنسی مذاق بھی فرمایا کرتے تھے۔) ہمیں کیا خبر تھی کہ یہ ہماری اپنے وقت کے شیخ کبیر اور ہر دلعزیز استاد حدیث کے ساتھ آخری الوداعی ملاقات ہوگی اور اس پریشاں کن خواب کی تعبیر کچھ دن بعد ہی ظہور پذیر ہونے کو ہے۔ ہماری درخواست پر حضرت مفتی صاحب نے ہمارے لئے خصوصی دعا فرمائی اور میں موہوم اندیشوں کے ساتھ بار بار آپ کے چہرے مبارک پر الوداعی نگاہیں ڈالتا ہوا واپس ہوا۔

کہتے ہیں کہ ایک سچے باعمل عالم کی پہچان اس کے جنازے سے ہمیشہ عیاں ہوتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب بھی اُن بزرگ ہستیوں میں سے تھے جو زندگی بھر ہزار پردوں میں چھپے رہنے کے باوجود بھی ظاہر اور نمایاں رہے۔ لیکن ان کی نماز جنازہ پر خلق خدا کا ایسا رش پڑا کہ ضلع صوابی کی اکثر شاہراہیں کثرت ہجوم کے باعث بند ہو گئیں اور شرکاء کی تعداد بلا مبالغہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی اور پھر بھی ایک بڑی تعداد ٹریفک میں پھنس کر جنازہ کی سعادت سے محروم بھی رہ گئی۔ حضرت والد صاحب مدظلہ اور محترم مولانا انوار الحق صاحب مسجد اراعلوم کے تمام اساتذہ و مشائخ نے جنازہ میں شرکت کی۔ غروب آفتاب کے ساتھ ہی علم و فضل اور زشد و ہدایت کے اس آفتاب و ماہتاب کو بھی سپرد خاک کر دیا گیا جو نصف صدی تک اپنے وجود مسعود سے ایک عالم کو مستفید کرتا رہا۔ یقیناً خداوند کریم کے ہاں ایسے

ہی مومنوں کے لئے اس کی رضا اور جنت الفردوس و سدرۃ المنتہی کے وعدے منتظر رہتے ہیں۔

بِأَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّاتِي ۝
مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے اللہ! تو نے وہ کچھائے مگر انما یہ کیا کئے

دارالعلوم حقانیہ کی نئی عظیم الشان جامع مسجد کا تاریخی تعمیری منصوبہ جامع مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

الحمد للہ دارالعلوم حقانیہ علمی اور روحانی ترقیوں کا سفر تائید ایزدی کے طفیل اور لاکھوں محبین، معاونین اور علماء و طلباء و فضلاء کی دعاؤں سے خوب ترقی جاری ہے۔ باوجود ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اس کے خلاف منفی پروپیگنڈہ تمام مدارس سے بڑھ کر اس کے خلاف ایک منظم سازش کے تحت کیا جا رہا ہے لیکن اس مرکز رشد و ہدایت کو خداوند تعالیٰ تمام اشرار کے پروپیگنڈوں اور خطرناک منصوبوں سے محفوظ و مامون فرما رہے ہیں۔ اور یہاں پر طلباء کی سہولت کیلئے آئے روز نئے منصوبے سامنے آتے رہتے ہیں۔ دارالعلوم کی قدیم جامع مسجد جو آج سے تقریباً نصف صدی قبل تعمیر ہوئی تھی اور اپنے وقت میں خوبصورتی اور فن تعمیر کا ایک شاہکار تھی لیکن اب یہ مسجد ہزاروں طلباء کے لئے نہایت ہی کم پڑ گئی تھی۔ چنانچہ اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کیلئے کئی سال قبل ایک عظیم الشان اور دارالعلوم حقانیہ کے شایان شان اور خصوصاً اس کے بے مثل اور وسیع و عریض دارالحدیث کی طرح ایک بڑی وسیع و عریض جامع مسجد کے نقشوں پر کام شروع ہوا۔ جو جامع حقانیہ کی مرکزیت کی وجہ سے مصر کی جامع مسجد الازہر اور مغرب اقصیٰ کی جامع زیتونیہ اور دارالعلوم دیوبند کے جامع الرشید کی طرح نمایاں حیثیت رکھتی ہو۔ لیکن وہ نقشے ارباب دارالعلوم کے مزاج اور ضرورتوں کے مطابق نہ تھے۔ پھر دارالعلوم کے ایک قدیم مخلص فرزند رشید حضرت مولانا مطیع الرحمن حقانی مدظلہ گزشتہ سال یہاں اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور انہوں نے مسجد کی تعمیر کے نقشوں کے سلسلے میں خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا اور یہ گراں ذمہ داری فوراً اپنے کندھوں پر اٹھائی اور کراچی سے ماہر انجینئر زکی خصوصی ٹیم یہاں تشریف لائی اور بڑی محنت اور عرق ریزی سے سروے کرنے کے بعد ایک اچھا نقشہ اب سامنے آ گیا ہے۔ یہ مسجد تقریباً ایک لاکھ فٹ کوڑا ایریا پر مشتمل ہوگی، تین منزلہ ہوگی، منفرد وسیع اور کشادہ ہال ڈیزائن کئے گئے ہیں۔ چاروں طرف گیلریاں وسیع و عریض محن، تین اطراف میں برآمدے اور بڑی کارپارنگ نقشے میں بنائی گئی ہے۔ خواتین کی نماز کیلئے الگ پورشن تہ خانے میں بنایا گیا ہے۔ یہ مسجد ان شاء اللہ صوبہ پنجتوخوا کی ایک بڑی مسجد تصور ہوگی۔ دارالعلوم یہ کام محض توکل علی اللہ کے بھروسے پر شروع کر رہا ہے۔ جبکہ ظاہری اسباب میں چند اینٹوں کا اثاثہ بھی موجود نہیں پھر یہ عام مسجد نہیں بلکہ ایسی مسجد جو مہمانان رسول طالبان علوم نبوت، قرآن و سنت کے اساتذہ، علماء مشائخ تصوف اور متلاشیان حق کی سجدہ گاہ ہوگی۔ و ما ذلک علی اللہ عزیز۔ مگر امید ہے کارخانہ عالم کے موجد خداوند تعالیٰ اس کیلئے اسباب فراہم کریگا اور مسلمانوں اور اہل ثروت کے قلوب اس عظیم الشان مسجد کی تعمیر کی طرف مائل فرمائے گا۔